محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِیَ فَلَمْ یُجِبْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰی غَیْرِ دَعْوَۃٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِیْرًا۔ (ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ، باب ما جاء فی اجابۃ الدعوۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کو دعوت دی جائے اور وہ قبول نہ کرے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، اور جو شخص بغیر دعوت کے آجاتا ہے تو چور کی حیثیت سے داخل ہوا اور لوٹنے والے کی حیثیت سے نکل گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی اور آپ کی احادیث مبارکہ صرف عبادات ہی پر مشتمل نہیں ہیں، انسانی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہیں۔ ان میں جہاں عبادات کی تفصیلات بیان فرمائی گئی ہیں، وہاں تمام تہذیبی، ثقافتی اور تمدنی گوشوں کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔ یعنی ان کا دائرہ کسی ایک ہی خاص موضوع کو محیط نہیں، بلکہ ان تمام معاملات پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے، جو انسان کو اپنی حیات مستعار میں پیش آسکتے ہیں۔ ان میں وہ معاملات و مسائل بھی ہیں جو انسانی اہمیت رکھتے ہیں اور وہ بھی ہیں، جن کو ہم اپنی کوتاہ بینی سے بظاہر معمولی خیال کرتے ہیں، حالانکہ وہ معمولی نہیں ہوتے، وقت و حالات کے مطابق بہت اہم اور غیر معمولی ہوتے ہیں۔

یہ حدیث جو اوپر درج کی گئی ہے، اپنے معنی و مفہوم میں نہایت اہم ہے۔ یہ چند الفاظ پر مشتمل حدیث ہے۔ اس میں دو چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

ایک یہ کہ جس شخص کو کسی دعوت میں شرکت کے لیے یا کسی تقریب پر بلایا جائے، اور وہ بغیر کسی عذر یا تکلیف کے اس میں شامل نہ ہو، اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے دعوت دینے والے کے خلاف غصے اور عناد کو اپنے اندر جگہ دے رکھی ہے یا اس میں شرکت کو اپنی توہین سمجھتا ہے، خود کو بڑا آدمی خیال کرتا ہے اور دعوت دینے والے کو غریب اور معمولی آدمی خیال کرتا ہے اور دعوت

دینے والے کو غریب اور معمولی آدمی خیال کرتا ہے اور اس کے ہاں جانے کو اپنی شخصیت اور امارت کے منافی قرار دیتا ہے۔ حدیثِ رسولِ اکرمؐ کی رو سے یہ غرور اور تکبر کا اظہار ہے اور ایسا شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کا نافرمان ہے۔ یہ بات اسلامی تہذیب و ثقافت اور دینی اقدار کے بالکل خلاف ہے کہ ایک شخص محبت اور پیار سے دعوت دیتا ہے اور اس کی دعوت کو صرف اس لیے ٹھکرا دیا جاتا ہے کہ وہ اس کے مرتبے کا آدمی نہیں ہے اور اس کی کلاس سے تعلق نہیں رکھتا ہے۔

کچھ لوگ بعض دعوتوں میں اس لیے بھی شامل نہیں ہوتے کہ وہاں کھانا اچھا نہیں ملے گا۔ جہاں اچھے کھانے کی توقع ہو، وہاں بڑے اہتمام اور شوق سے جاتے ہیں، جہاں یہ بات نہ ہو، وہاں جانے سے گریز کرتے ہیں — یہ امر بھی گھٹیا پن اور پست ذہنیت کا مظاہرہ ہے۔

دوسری بات اس فرمانِ نبوی میں یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ بغیر بلائے کسی دعوت میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔ جو شخص بن بلائے جاتا ہے، اس کو آنحضرتؐ نے چور سے تشبیہ دی ہے اور اس کے کھانے پینے کو غارت گری قرار دیا ہے۔

بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ ان کو بلایا جائے یا نہ بلایا جائے، جا دھمکتے ہیں۔ یہ سخت معیوب بات ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دعوت دینے والے نے محدود تعداد میں لوگوں کو بلایا ہو، اور زیادہ افراد کی وجہ سے سامانِ اکل و شرب میں کمی آجائے اور اس کو مہمانوں سے شرمندگی اٹھانی پڑے، اس لیے بن بلائے نہیں جانا چاہیے۔ البتہ اگر بے تکلفی ہو اور جانے والے کو یہ علم ہو کہ وہاں کھانے کی فراوانی ہوگی اور وہ زیادہ لوگ لے جانے سے خوش ہوگا، تو خود بھی جا سکتا ہے اور کسی کو ساتھ بھی لے جا سکتا ہے۔ یا یہ کہ شادی کا کھانا ہو، یہ عام طور پر زیادہ ہی تیار کیا جاتا ہے، اس میں زیادہ تعداد میں بھی لوگ چلے جائیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بعض لوگوں کی یہ بھی عادت ہوتی ہے کہ کھانے کے علاوہ دوسری مجلسوں اور میٹنگوں میں بھی بن بلائے چلے جاتے ہیں، یہ بھی بہت بری بات ہے۔ اگر وہ کوئی ایسی بات کرنا چاہتے ہوں جس میں کسی دوسرے کو شریک کرنا مناسب نہیں سمجھتے تو اس میں جانا اور ان کو ذہنی طور سے پریشان کرنا، خلافِ اسلام، خلافِ تہذیب اور خلافِ اخلاق ہے۔